

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ”اور سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو کفر اور شرک سے ڈرائے“ تو حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ایک صاع غلہ اور بکری کا ایک دست اور دودھ کا ایک پیالہ مہیا کرو، اس کے بعد اولاد مطلب کو جمع کرو، میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ کم و بیش چالیس آدمی جمع ہو گئے۔ جس میں آپ کے اعمام (چچ) ابوطالب، حمزہ، عباس اور ابولہب بھی تھے۔ آپ نے گوشت کا وہ ٹکڑا لے کر دندان مبارک سے چیرا اور پھر اسی پیالہ میں رکھ دیا اور پھر فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اسی ایک پیالہ گوشت سے سب کے سب سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا، حالانکہ وہ کھانا صرف اتنا تھا کہ ایک شخص کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد مجھے حکم دیا کہ دودھ کا پیالہ لاؤ اور لوگوں کو پلاؤ، اسی ایک پیالہ دودھ سے سب سیراب ہو گئے۔ جب یہ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو آپ نے کچھ فرمانے کا ارادہ کیا، تو ابولہب نے کہا کہ اٹھو لوگو، محمد نے تو آج تمہارے کھانے پر ایسا جادو کیا جو آج تک کبھی دیکھا ہی نہیں، یہ کہتے ہی لوگ متفرق ہو گئے، اور آپ کو کچھ فرمانے کی نوبت نہیں آئی۔ دوسرے روز آپ نے حضرت علی کو پھر اسی طرح کھانا تیار کرنے کو کہا۔ تو دوسرے روز بھی لوگ اسی طرح جمع ہو گئے۔ جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ جو شے میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہے، کسی شخص نے بھی اس سے بہتر شے اپنی قوم کے سامنے پیش نہیں کی ہے۔ میں تمہارے واسطے دنیا اور آخرت کی خیر لے کر آیا ہوں۔ ابولہب اگرچہ رشتہ میں آپ کا رشتہ دار تھا۔ مگر جس طرح صدیق اکبر تصدیق و جاں نثاری میں صداقت و محبت میں سب سے آگے رہے اسی طرح ابو جہل آپ کی تکذیب کرنے اور آپ کو صدمہ پہنچانے میں سب سے آگے رہا۔ اسی عداوت اور دشمنی کی بنیاد پر اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ جن کے نکاح میں قبل از بعثت آپ ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں تھیں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ دونوں کو طلاق دلوائیں تاکہ آپ کو اس سے صدمہ پہنچے۔ بظاہر یہ ایک مصیبت تھی مگر حقیقت میں یہ اللہ کی ایک عظیم الشان نعمت تھی اور سعادت ملنے والی تھیں حضرت عثمانؓ کو جو بغیر ان کو طلاق ملے مل نہیں سکتی تھی، وہ اسی طرح کہ بعد طلاق یہ دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگر حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ دنیا میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے۔ اور ان کے صحابہ بھی ہوئے مگر کسی نبی کی دو بیٹیاں اس طرح کسی کے نکاح میں نہیں آئیں۔ جس طرح حضرت عثمانؓ کی نکاح میں آئیں۔ اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کا لقب پڑ گیا ذوالنورین۔ ادھر حضرت نبی کریم ﷺ لوگوں کو دعوت اسلام دینے میں سرگرم عمل رہے جب تک آپ صرف اسلام کی دعوت دیتے رہے اس وقت تک قریش نے آپ سے کوئی تعرض نہ کیا، لیکن جب علی الاعلان بتوں کی بُرائیاں شروع کر دیں اور لوگوں کو کفر و شرک سے روکنے کی دعوت دینے لگے، تب قریش عداوت و مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ مگر ابوطالب آپ کے حامی اور مددگار بنے رہے۔ ایک مرتبہ قریش کے چند لوگ خواجہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کی بُرائیاں بیان کرتا ہے ہمیں احمق اور نادان کہتا ہے ہمارے آبا و اجداد کو گمراہ کہتا ہے، آپ یا تو ان کو سمجھا دیں اور یا ہمارے اور اس کے درمیان سے ہٹ جائیں، ابوطالب نے بہت نرمی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ان کو ٹال دیا، اور

آنحضرت ﷺ اسی طرح اسلام کی دعوت اور کفر و شرک کی مذمت بیان کرنے میں مشغول رہے۔ ابولہب اور اس کے ہم خیالیوں میں اتہال اور اشتعال پیدا ہوا اور ایک جھنڈو بارہ ابوطالب کے پاس آیا اور کہا: آپ کا شرف اور آپ کی بزرگی ہم کو تسلیم ہے، لیکن ہم اپنے معبودوں کی مذمت، آبا و اجداد کی تجہیل و تحیق پر صبر نہیں کر سکتے، آپ یا تو اپنے بھتیجے کو منع کر دیں ورنہ لڑ کر ہم سے ایک نہ ایک فریق ہلاک ہو جائے گا، یہ کہہ کر چلے گئے۔ ابوطالب پر خاندان اور پوری قوم کی مخالفت اور عداوت کا اثر پڑا، جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو یہ کہا کہ اے جان عم تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور یہ کہہ کر گئے ہیں، لہذا تم مجھ پر بھی رحم کرو اور اپنے پر بھی رحم کھاؤ، اور مجھ پر ناقابل تحمل بار نہ ڈالو۔ ابوطالب کی اس گفتگو سے آنحضرت ﷺ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید ابوطالب میری نصرت و حمایت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں تو آپ نے اس وقت چشم پُرم اور دل برغم سے فرمایا اے چچا! خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں مہتاب بھی لا کر رکھ دیں اور یہ کہیں کہ اس کام کو چھوڑ دو تو میں ہرگز نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ میرے دین کو غالب کرے یا میں ہلاک ہو جاؤ اور یہ کہہ کر رو پڑے اور اٹھ کر جانے لگے۔ ابوطالب نے آواز دی اور کہا اے جان عم تم جو چاہو کرو میں تمہیں کبھی دشمنوں کے حوالہ نہیں کروں گا۔ **نکتہ:** ظاہر نظر میں آفتاب و مہتاب سے زائد کوئی شے روشن اور منور نہیں لیکن ارباب بصیرت کے نزدیک وہ نور مبیں جس کو محمد رسول اللہ ﷺ لیکر دنیا میں آئے وہ آفتاب اور مہتاب سے کہیں زائد روشن اور منور ہے۔ مشرکین اس نور مبیں کو بجھانا چاہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو بغیر کمال تک پہنچائے ہرگز نہیں مانے گا اگرچہ کافر اس کو پسند نہ کریں“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۳۲) اس لئے حضور ﷺ نے آفتاب اور مہتاب کا ذکر فرمایا اور یہ بتلایا کہ جس نور مبیں کو میں لیکر آیا ہوں اس کے سامنے آفتاب اور مہتاب کی بھی کوئی حقیقت نہیں آفتاب اور مہتاب کو اس نور مبیں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو ذرہ کو آفتاب کے ساتھ ہے لہذا تم احمقوں کے کہنے سے میں نور اعلیٰ چھوڑ کر نور ادنیٰ کو کیسے اختیار کروں۔ اور جس طرح دایاں ہاتھ بنسبت بائیں ہاتھ کے زیادہ اشرف اور افضل ہے اسی طرح آفتاب بھی مہتاب سے کہیں اعلیٰ اور برتر ہے اس لئے نبی کریم ﷺ فصیح العرب والجمع ﷺ نے آفتاب کا دایاں ہاتھ میں اور مہتاب کا بائیں ہاتھ میں رکھنا بیان فرمایا۔ باوجود کفار و مشرکین کی اتنی مخالفت کے حضرت نبی کریم ﷺ کا علی الاعلان کفر و شرک کی قباحت بیان کرنا، بت پرستی کی مذمت کرنا، آپ اور آپ کے صحابہ کا استقامت کے ساتھ جہننا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ ایمان اور اسلام کے لئے فقط تصدیق قلبی یا لسانی کافی نہیں بلکہ کفر اور کافری خصائص شرک اور لوازم سے تبری اور بیزاری بھی لازمی اور ضروری ہے۔ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ میں ارشاد باری عزاسمہ ہے ”جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ (آزر) اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بری اور بیزار ہو گئے“ اسی طرح سورہ الممتحنہ آیت نمبر ۵ میں ارشاد باری ہے ”تحقیق تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک عمدہ نمونہ ہے تمہیں لازم ہے کہ اس نمونہ کا اتباع کرو جس وقت ان لوگوں نے اپنی قوم سے یہ صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے سوائے خدا کے تمہارے معبودوں سے بری اور بیزار ہیں ہم اللہ کے مومن اور تمہارے کافر اور منکر ہیں اور ظاہراً بھی ہمارے اور تمہارے درمیان میں کھلی عداوت اور نفرت ہے جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ“ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح اہل ایمان کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول مصطفیٰ، نبی مجتبیٰ ﷺ کی محبت اور اطاعت کا اعلان ضروری ہے اسی طرح اللہ

کے دشمنوں سے بغض اور عداوت کا اعلان بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ نے ۹ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خاص اس لئے روانہ فرمایا کہ موسم حج میں برأت کا اعلان فرمائیں، جس کے لئے سورہ برأت کی آیتیں نازل ہوئیں تھیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا اللہ کی محبت اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی ہے جب تک اللہ کے دشمنوں سے بغض اور عداوت کامل نہ ہو۔ قلب میں جس قدر اللہ کے دشمنوں کے لئے گنجائش ہے اسی قدر قلب اللہ کی محبت سے خالی ہے۔ اس لئے کہ دل ایک ہی ہے دو نہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے ”اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے لئے دو دل نہیں بنائے ہیں“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۴) پس جب دل ایک ہی ہے تو ایک دل میں دو متضاد چیزیں کیسے سما سکتی ہیں۔ مؤمن کامل تو وہی ہے کہ ایک اللہ کی رضا اور خوشنودی کے مقابلہ میں سارے عالم کی ناراضگی کی ذرہ برابر پروا نہ رکھتا ہو..... جاری

محمد عنایت اللہ القاسمی بونجواہی

muftia786@gmail.com